





صلی اللہ علیہ وسلم کا یقراً النظائر السورتین فی رکعتہ و النجم و الرحمن فی رکعتہ و اقتربت و الحاققہ فی رکعتہ و الطور و الذاریات فی رکعت و اذا وقعت و نون فی رکعتہ و سأل سائل و النازعات فی رکعتہ و ویل للمطففین و عس فی رکعتہ و المدثر و المزمل فی رکعتہ و هل اتی و لا اقسم بیوم فی رکعتہ و عم یتسألون و المرسلات فی رکعتہ و الدخان و اذا الشمس کورت فی رکعتہ قال الیودا و دھانی تالیفت ابن مسعود رحمہ اللہ یعنی علقمہ اور اسود فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا کہ میں ایک رکعت میں مفصل پڑھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ مثل شعر گوئی کے ہے اور مثل گرنے روی سوکھی کھجوروں کے ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سورتیں مقدار میں برابر کی ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ سورۃ نجم و الرحمن ایک رکعت میں، سورۃ اقتربت و الحاققہ ایک رکعت میں، طور و ذاریات ایک رکعت میں، واقعہ و نون ایک رکعت میں سأل سائل اور نازعات ایک رکعت میں، مطففین و عس ایک رکعت میں مدثر و مزمل ایک رکعت میں و هل اتی و لا اقسم ایک میں و عم و مرسلات ایک میں اور دخان اور اذا الشمس ایک میں کہا الیودا نود نے یہ عبد اللہ بن مسعود کے مصحف کی بناء پر ہے۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ دو سورتوں کا جمع کرنا ایک رکعت میں۔ دوسرا یہ کہ موجودہ ترتیب قرآنی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ثابت ہوا۔ کیوں کہ ابن مسعود نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اسی طرح اپنی مصحف میں جمع کر دیا۔ نمبر ۲ کی دلیل یعنی نماز میں سورتوں کے اخیر پڑھنے کا ثبوت: و قال قتادہ فیمن یرأ بسورۃ واحدۃ فی رکعتین اور ید سورۃ واحدۃ فی رکعتین کل کتاب اللہ و عزوجل: یعنی قتادہ نے کہا کہ جو شخص ایک سورۃ کو دو رکعتوں میں پڑھے یا ایک ہی سورۃ کو دو رکعتوں میں جائز ہے کیونکہ ہر ایک سورۃ میں کتاب اللہ ہی کا پڑھنا ہے۔

وجہ استدلال یوں ہے کہ جب ایک سورت کو دو رکعتوں میں یعنی آدھا آدھا کر کے پڑھے گا لامحالہ اخیر کی رکعت میں سورے کا اخیر ہوگا۔ جب ایک رکعت میں ایک سورۃ کا اخیر جائز ہو گا تو دونوں رکعتوں میں دو سورتوں کی اخیر کی آیتیں یعنی قرآۃ بانحوتیم کی عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں، کیوں کہ اس صورت میں بھی کتاب ہی کا پڑھنا ہوتا ہے جو عین مقصود شارع ہے یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا۔

نیز مسلم جلد اول صفحہ ۲۷۱ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اخیر بقرہ کی دو آیتیں رات کو پڑھے گا۔ اس کو رات کی عبادت کے لیے کافی ہیں۔ یہ حدیث عام ہے نماز، غیر نماز دونوں کو شامل ہے۔ نمبر ۳ کی دلیل یعنی موجودہ ترتیب کے خلاف تقدیم و تاخیر کرنا سورتوں کا نماز میں جائز ہے۔ قرآۃ الاحقاف بالکھف فی الاولی و فی الثانیۃ یوسف اولی و ذکرانہ صلی مع عمر الصبح بھا۔ یعنی احقاف بن قیس نے پہلی رکعت میں سورے کھف اور دوسری میں یوسف یا یونس (شک راوی) پڑھی اور ذکر کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی حضرت عمرؓ نے بھی اسی طرح یعنی پہلی رکعت میں کھف اور دوسری میں یوسف یا یونس پڑھی۔

لہذا موجودہ ترتیب کے خلاف پڑھنا جائز ہو گیا۔ اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس وقت حضرت عثمان کی ترتیب نہ تھی اس لیے جائز تھی اب جائز نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ عدم جواز کی دلیل نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ اگر قرآن و حدیث میں ترتیب عثمانی کے وجوب کی دلیل من جانب اللہ ہو، تو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلاف نہ کرتے۔ جیسا کہ مصحف ابن مسعود میں ہے۔ نہ اجماع سے عدم جواز ثابت ہو سکتا ہے کیوں کہ ترتیب عثمانی پر اجماع نہیں ہے اگر ہوتا تو عبد اللہ بن مسعود کا مصحف نہ ہوتا حالانکہ اب تک ان کا مصحف ہے۔ علاوہ اس کے تقدیم تاخیر کی وجہ سے کتاب اللہ سے خارج نہیں ہو سکتا، جب کتاب اللہ ہے تو جائز ہے اور یہی مقصود شارع ہے یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا۔

نمبر ۴ کی دلیل: یعنی رکعتوں میں سورتوں کی پہلی آیتوں کا پڑھنا۔ عن عبد اللہ بن السائب قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون فی الصبح حتی اذا جاء ذکر موسیٰ و ہارون او ذکر عیسیٰ اخذتہ سعلۃ فرک و قرأ عمر فی الرکعتہ الاولیٰ ہمانتہ و عشرین من البقرۃ و فی الثانیۃ بسورۃ من المثانی و قرأ ابن مسعود باربعین آیۃ من الانفال و فی الثانیۃ بسورۃ من المفصل۔ یعنی عبد اللہ بن سائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۃ مؤمنوں پڑھی جب آپ آیت تم ارسلنا موسیٰ و اخاہ ہارون یا آیت و جعلنا ابن مریم و امہ پر پہنچے تو آپ کو کھانسی ہو گئی پس رکوع کیا۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے پہلی رکعت میں انفال اور دوسری میں مفصل کی ایک صورت پڑھی۔

ان دونوں حدیثوں سے نماز میں اوائل سورتوں کا پڑھنا ثابت ہو گیا۔ وجہ استدلال یوں ہے کہ جب پہلی رکعت میں اوائل سورتوں کا پڑھنا ثابت ہو گیا تو دوسری میں اختیار ہے بقیہ کو پڑھے یا کسی اور سورت کا پہلا حصہ پڑھے یا اخیر کا حصہ پڑھے، ہر صورت مقصود کتاب اللہ کا پڑھنا ہے۔ جو مقصود شارع ہے۔

## فتاویٰ علمائے حدیث



جلد 2 ص 99-102

محدث فتویٰ